جناب محمد یونس میو

اسسٹنٹ پروفیسر، ڈسکہ

حفاظتِ دین میں فکرِ قاسمی کی اہمیت وضرورت

مولانا محمد قاسم نانوتوی (۱) ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء میں بمقام قصبہ نانوتہ (۲) ضلع سہارن پور میں پیدا ہوئے، مہینہ اور دن کے بارے میں اختلاف ملتا ہے، مولانا یعقوب نانوتوی (۳) لکھتے ہیں کہ ان کی پیدائش شعبان یا رمضان ۱۲۴۸ھ ہے (۴)۔ جناب محمد اقبال قریشی ہارون آبادی نے اپنے ایک مضمون میں اسی کو اختیار کیا ہے (۵)۔ مولانا یعقوب نانوتوی آپ کے بچپن کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''جناب مولوی صاحب لڑکپن سے ہی ذہین، طباع، بلند ہمت، تیز، وسیع حوصلہ، جفاکش، جری اور چست وچالاک تھے، مکتب میں اپنے ساتھیوں سے اول رہتے تھے، قرآن شریف بہت جلد حفظ کرلیا، خط اس وقت بہت اچھا تھا، نظم کا شوق اور حوصلہ تھا، اپنے کھیل اور بعض قصے نظم فرماتے اور لکھ لیتے تھے (۶)'' مولانا کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ابتدائی تعلیم مکتبِ وطن مالوف سے حاصل کی۔ (۷) پھر ''دیوبند'' (۸) آئے اور یہاں مولوی مہتاب علی (۹) کے مکتب میں عربی شروع کی (۱۰) پھر دیوبند سے اپنے نانا (۱۱) کے پاس سہارنپور چلے گئے اور مولوی نواز صاحب سے بھی کچھ فارسی اور عربی کی ابتدائی تحصیل کی (۱۲) نانا کی وفات کے بعد مولانا مملوک علی نانوتوی (۱۳) کے ساتھ دہلی چلے آئے اور عربک کالج دہلی میں داخل ہوئے (۱۴) اور ۱۲۶۵ھ/ ۱۸۴۸ء میں آپ اپنی عمر کے سترہویں سال میں اپنی تعلیم سے فارغ ہو چکے تھے (۱۵) تحصیل علم کے بعد ''مولانا احمد علی محدث سہارنپوری'' کے کہنے پر الجامع صحیح البخاری کے پانچ چھ پاروں کی تصحیح کی اور ان کا تحشیہ لکھا (۱۶) احناف پر امام بخاریؒ کے اعتراضات کا جواب اس حاشیہ کا اہم حصہ تصور کیا جاتا ہے۔ (۱۷) جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں جہاد پر فتویٰ دیا، تھانہ بھون اور شاملی کے محاذوں پر عملی جہاد کیا (۱۸) آپ کے ساتھیوں میں حافظ محمد ضامن شہید ہوئے، آپ زخمی ہوئے اور بعد ازاں وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے (۱۹) مولانا تین دن روپوش (۲۰) رہنے کے بعد عازم حج ہوئے (۲۱) یہ ۱۲۷۷ھ/ ۱۸۸۰ء کا واقعہ ہے، ایک برس بعد واپس وطن آئے اور پھر دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی اور مدرسہ کے پہلے سرپرست مقرر ہوئے ۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء میں چند رفقاء (۲۲) کے ہمراہ دوسرے حج کے لئے تشریف لے گئے (۲۳)۔ واپسی پر آپ کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ یہ عیسائیوں اور ہندوؤں سے مناظرے اور علم الکلام کی بحثیں ہیں جن میں آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ صرف ہوا (۲۴) شوال ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ھ میں تیسرے اور آخری حج کے لئے روانہ ہوئے۔

ربیع الاول ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء کے اول میں واپسی ہوئی۔ اسی سفر میں آپ مرض الموت میں مبتلا ہوئے (۲۵)

اس کے بعد آپ کی صحت مسلسل بگڑتی گئی اور ۴۹ سال کی عمر میں ۴ جمادی الاول ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء میں بروز جمعرات بعد نماز ظہر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے (۲۶)۔ آپ کے جنازے میں بہت سے رجال الغیب شریک ہوئے جو جنازہ کے بعد دن میں نظر نہیں آئے۔ (۲۷)

مولانا کے عہد پر ایک نظر:

ہندوستان مین عیسائیت کی تبلیغ چوتھی صدی عیسوی سے جاری تھی (۲۸) لیکن اس کا منظم اور باقاعدہ آغاز ۱۸۱۳ء ئیں ایک بل کی منظوری کے بعد ہوا' انگلستان کی پارلیمنٹ میں ولبر فورس ممبر پارلیمنٹ کی کوشش سے ۱۸۱۳ء میں ایک بل پاس ہوا جس کی رو سے پادریوں کو عیسائیت کی تبلیغ کے لئے ہندوستان آنے کی اجازت دیدی گئی۔ اس بل کا پاس ہونا تھا کہ یورپ اور امریکہ اور عیسائی دنیا سے تبلیغی وفود ہندوستان پہنچنا شروع ہوگئے اور ایک اندازے کے مطابق ۱۹۰۰ء سے قبل ہی ہندوستان میں بیالیس (۴۲) ایسے ادارے قائم ہو چکے تھے جو عیسائیت کے فروغ کے لئے ہر قسم کے موثر وسائل و ذرائع اختیار کرنا اپنا مذہبی' قومی اور سیاسی فرض خیال کرتے تھے (۲۹)۔ ولایتی اور دیسی پادریوں کی تعداد کے بارے میں سید محمد الحسنیؒ رقمطراز ہیں کہ ''دیسی پادریوں کے علاوہ جن کا کوئی شمار نہیں صرف نوسو (۹۰۰) ولائتی پادری تھے (۳۰)

ان پادریوں کے عزائم کیا تھے یہ جاننے کے لئے سر سید احمد خان کے رسالہ ''اسباب بغاوت ہند'' سے پادری اے ایڈمنڈ'' کے ایک خط کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے جو اس سے سرکاری ملازمین کے نام تحریر کیا تھا۔ سید صاحب نے اپنے رسالہ میں خاص طور پر اس خط کا حوالہ دیا ہے۔

''۱۸۵۵ء میں ''پادری ایڈمنڈ نے دار الامارت کلکتہ سے عموماً اور خصوصاً سرکاری معزز نوکروں کے پاس چھٹیاں (۳۱) بھیجیں جن کا مطلب یہ تھا کہ اب تمام ہندوسان میں ایک علمداری ہوگی ہے نار برقی سے سب جگہ کی خبر ایک ہوگی ہے' ریلوے سڑک سے سب جگہ کی آمد ورفت ایک ہوگی مذہب بھی ایک چاہے اس لئے مناسب ہے کہ تم لوگ بھی عیسائی ایک مذہب ہو جاؤ (۳۲)''

یہ ۱۸۵۵ء کا ذکر ہے پھر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد حکومت برطانیہ نے عیسائیت کے سر پر ''انا ولا غیری'' کا تاج رکھ دینے کا عزم صمیم کرلیا (۳۳) اس مقصد کے لئے اب تعلیمی اور علمی محاذ آراستہ ہوئے' عیسائیوں کا دیکھا دیکھی ہندوؤں کا مذہبی حمیت بھی بیدار ہوئی اور آخر کار یہ دونوں باطل دین حق کے مقابلے میں صف آراء ہوگئیں۔ لیکن اس بار علمی اور منطقی انداز اختیار کیا گیا' بحث و مباحثہ اور مناظرہ و مجادلہ کی راہ اختیار کی' مولانا محمد قاسم نانوتوی کے اولین سوانح نگار ارقام فرماتے ہیں۔ ''یہی زمانہ میں دلّی میں پادریوں کے وعظ کا چرچا تھا کوئی اہل علم جس کا یہ کام تھا اس پر توجہ نہ کرتا تھا۔

مولانا کا علمی مقام و مرتبہ:

آخر مولانا محمد قاسم نانوتوی نے اپنے شاگردوں کو فرمایا کہ تم بھی کھڑے ہوکر بازار میں کچھ بیان کیا کرو(۳۴) شاگردوں نے حسب ارشاد پادریوں سے مباحثوں میں حصہ لینا شروع کردیا' آخر ایک باقاعدہ ومباحثہ طے پایا اور عیسائیوں نے ''پادری تاراچند'' کو اپنا وکیل مقرر کیا۔ مسلمانوں کے اصرار پر مولانا محمد قاسم نانوتوی مناظرے کے لئے تیار ہوئے۔(۳۵) مولانا کی علمی خدمات کے حوالے سے یہ کہنا مناسب ہوگا کہ آپ نے اپنی علمی خدمات کا آغاز ''تحشیہ بخاری'' کی تصنیف سے کیا' یہ کام آپ نے مولانا احمد علی سہارنپوری کی تحریک پر کیا' مولانا یعقوب نانوتوی اس حاشیہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مولوی صاحب نے اس کو ایسا لکھا کہ اب دیکھنے والے دیکھیں کہ اس سے بہتر اب کیا ہوسکتا ہے(۳۶) ''اس تحشیہ کے وقت مولانا کی عمر صرف اکیس سال تھی' بہرحال بات ہورہی تھی مناظرہ اور پادری تارہ چند کی مولانا یعقوب نانوتوی مناظرہ دلی کی روئیداد بیان کرتے ہوئے لکھتے کہ مولانا بے کسی کی صورت بنائے ار اپنا نام چھپا جا موجود ہوئے' ایک پادری تاراچند نام تھا اس سے گفتگو ہوئی آخر وہ بند ہوا اور گفتگو سے بھاگا۔(۳۷) اس مباحثہ کی تفصیل معلوم نہیں ہوسکی' مولانا مناظر احسن گیلانی نے اتنا لکھا ہے ''پادری رٹے رٹائے اعتراضات کی فہرست جیسا کہ دستور تھا' اسی کا آموختہ سنانے لگا مولانا نے جوابی تقریر ختم کی تو مجلس پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔(۳۸) یہ واقعہ تقریباً ۱۲۸۸ھ/ ۱۸۶۹ء کا معلوم ہوتا ہے اس کے سات سال بعد' ۸ مئی ۱۸۷۶' میں ''میلہ خداشناسی'' بمقام چاند پور (شاہ جہانپور) منعقد ہوا جس کی غرض وغایت ہی تحقیق مذہبی تھی۔(۳۹) مناظرہ کے فریقین' عیسائی' ہندو اور مسلمان تھے۔(۴۰) پہلے ہندوؤں' پھر عیسائیوں اور آخر میں مسلمانوں کے نمائندہ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے تقاریر فرمائی۔(۴۱) بعدازاں یہ تقاریر ''گفتگوئے مذہبی یا میلہ خداشناسی کے نام سے ایک کتاب کی شکل میں منضبط کردی گئیں'' اس کتاب کا موضوع اصولِ دین کی حقانیت ہے اول مرتبہ محمد ہاشم علی مہتمم مطبع ہاشمی میرٹھ سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب بے کم وکاست روایت کی گئی ہے البتہ بعض مضامین مجمل کی تفسیر کرکے سہولت فہم کے پیش نظر مفصل بھی لکھ دیا گیا ہے۔(۴۲) پاکستان میں اول مرتبہ جناب محمد رضی عثمانی نے دارالاشاعت' کراچی سے شائع کیا ہے' کراچی ہی سے میر محمد کتب خانہ آرام باغ نے مع نادر رسائل (مولانا محمد قاسم نانوتوی) کے شائع کیا ہے۔

''حجۃ الاسلام'' مولانا کی ایک اہم تصنیف ہے جس کا موضوع بھی علم الکلام کے مباحث ہیں۔ یہ کتاب آپ نے میلہ خداشناسی (۱۸۷۶ء) کی تیاری کے ضمن میں نہایت عجلت سے ایک روز اور کسی قدر شب میں تحریر فرمائی۔(۴۳) مولانا محمود الحسن نے اس کتاب کا مقدمہ تحریر کیا اور مولانا فخر الحسن گنگوہی نے اس کا نام ''حجۃ الاسلام'' رکھا اور اول بار شائع کیا۔(۴۴) بعدازاں یہ کتاب مولانا اشتیاق صاحب کی تسہیل وشرح کے ساتھ ''دیوبند'' سے شائع ہوئی' یہ نسخہ جامعہ اشرفیہ لاہور کی ''الصیانہ(۴۵)'' لائبریری میں محفوظ ہے' پاکستان میں دارالاشاعت' کراچی اور مکتبہ قاسم العلوم کراچی سے بھی شائع

ہوتی رہی ہے۔ مولانا صوفی عبدالحمید سواتی (۴۶) نے گوجرانوالہ سے اس کا عربی ترجمہ بھی شائع کیا ہے (۴۷)۔ کتاب کے آغاز میں بطور مقدمہ کے مولانا محمد قاسم نانوتوی کی علمی خدمات کا اعتراف کیا ہے یہاں مولانا سواتی نے آپ کی بتیس (۳۲) کتب کا تذکرہ کیا ہے' تحفظ دین کے باب میں مولانا کی ایک اور علمی کاوش'' مباحثہ شاہجہانپور'' کے نام سے شائع ہوئی' یہ تقریباً بیانوے (۹۲) صفحات پر مشتمل ایک دقیق بحث ہے۔ یہ دراصل یہ'' میلہ خداشناسی'' کا تسلسل ہے' ۸ مئی ۱۸۷۶ء کو عیسائی پادری اور ہندو پنڈت مولانا کی تقاریر سے عاجز ہوئے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے عقائد کی اہمیت' عقیدۂ توحید' معبود حقیقی پر دلائل اور تثلیث کے بطلان پر دلائل پیش کیے ہیں۔ جس کے جواب میں پادری نولس فقط اتنا کہہ سکا کہ واقعی مسلمانوں کی توحید بہت عمدہ ہے' پر کاش اس کے ساتھ تثلیث بھی ان کا اعتقاد ہوتا (۴۸)۔ موتی میاں جو منشی مباحثہ تھے کا بیان ہے کہ'' پادری کہتے تھے کہ گویہ مولوی صاحب (مولانا محمد قاسم نانوتوی) ہمارے خلاف کہتے تھے پر انصاف کی بات ہے کہ ایسی تقریر اور ایسے مضامین ہم نے نہ سنے تھے ادھر مولوی احمد علی نے بتایا کہ پادری باہم کہتے تھے '' آج ہم مغلوب ہو گئے (۴۹)۔

مولانا مناظر احسن گیلانی نے بھی کچھ ایسی ہی روایات نقل فرمائی ہیں۔ مثلاً ہندوؤں کا تاثر یہ تھا کہ'' یہ مولوی صاحب کوئی اوتار ہوں تو ہوں۔ (۵۰) عیسائیوں اور ہندوؤں نے اس علمی ہزیمت اور خفت کے ازالہ کے لئے ۱۹۔۲۰ مارچ ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۷ء کو شاہجہانپور میں ایک مناظرانہ نشست ہوئی جس میں بڑے بڑے پادری (۵۱)' اور پنڈت (۵۲) شریک ہوئے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی بھی علماء اسلام کی ایک تعداد کے ساتھ شریک گفتگو ہوئے۔ یہ جلسہ دو دن جاری رہا' جس میں مولانا نے مسلمانوں کی طرف سے سات تقریریں کیں بعدازاں یہ بحث مباحثہ شاہ جہانپور ۱۹۷۷ء کے نام سے مشہور ہوئی۔ پنڈت سوامی دیانند سرسوتی اپنے منطقیانہ اور فلسفیانہ استدلال میں مشہور تھا' اس نے ہندومت کے احیاء کے لئے ایک رسوا زمانہ کتاب'' سیارتو پرکاش'' (۴۹) لکھی۔ یہ صاحب ۱۸۷۸ء میں روڑکی پہنچا اور میدان خالی دیکھ کر خوب زبان درازی کی' اہل روڑکی نے مولانا محمد قاسم کی خدمت میں خطوط لکھے آپ بیماری کی وجہ سے سفر سے معذور تھے' چنانچہ آپ نے فخر الحسن گنگوہی' مولانا محمود الحسن دیوبندی اور حافظ عبدالعدل کو روڑکی روانہ کیا' لیکن پنڈت صرف آپ سے مناظرہ کرنے پر مصر تھا' چنانچہ آپ ان حضرات کے ہمراہ روڑکی پہنچے اب پنڈت نے حیلے بہانے تراشنے شروع کر دیئے۔ خط و کتاب شروع ہوئی' تو آخر الامر تحریر میں بھی گھبرا گئے اور کہلا بھیجا کہ'' مولوی جی تو بھی کھاتہ لکھ بھیجتے ہیں' ہم سب (پنڈت) جانچتے جانچتے تھک جاتے ہیں۔ ہمارے سارے کام بند ہو گئے۔ آج سے ہمارے پاس کوئی تحریر نہ آئے۔ ہم ہرگز جواب نہ دیں گے۔ (۵۴) مختصر یہ کہ پنڈت سرسوتی نے عام مجمع میں مباحثہ سے انکار کر دیا' ادھر حکومت نے چھاؤنی کی حدود میں بحث پر پابندی لگا دی' پنڈت کو بہانہ ہاتھ آ گیا' مولانا کوٹھی میں نہ جا سکتے تھے اور پنڈت انگریزی سپاہیوں کی جرأت و حفاظت سے یا پھر نہ آنا چاہتے تھے۔ (۵۵) بہر حال مولانا نے تین دن تک سرعام پنڈت کے اعتراضات کا جواب دیا۔ (۵۶)

مولانا نے ان تقاریر کو مع اعتراضات کے ایک رسالہ ''اختصار الاسلام'' کی صورت میں منضبط کر دیا۔ پنڈت سرسوتی کے یہ سوالات منطق' فلسفہ' علم الکلام کے علاوہ جدید سائنس سے متعلق ہیں' ان اعتراضات پر ایک نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا جواب ایک ماہر علم الکلام ہی دے سکتا ہے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے ہر سوال کا نہایت تفصیل سے جواب دیا ہے' مناسب ہوگا کہ یہاں اجمالاً پنڈت سرسوتی کے ان اعتراضات کو بیان کر دیا جائے۔ پہلا اعتراض اللہ تعالیٰ کی قدرت مطلقہ کے بارے میں ہے' کہ ''خدا قادر مطلق ہے لیکن وہ اپنے آپ کو مار نہیں سکتا نہ چوری کر سکتا ہے۔ اس لئے وہ قادر مطلق نہیں ہے'' دوسرا اعتراض ''شیطان کے خارجی وجود سے ہے'' تیسرا سوال احکام خداوندی میں نسخ سے متعلق ہے۔ پنڈت کا کہنا ہے کہ ''خدا کے احکام میں نسخ خلاف عقل ہے اس کے معنی تو یہ ہوتے ہیں کہ خدا نے بے سوچے آج کچھ کہہ دیا کل کو جب کوئی خرابی دیکھی تو حکم بدل دیا'' چوتھا اعتراض ارواح کی تعداد اور تناسخ سے متعلق ہے۔ پنڈت کا کہنا ہے کہ ارواح کی تعداد ساڑھے چار ارب ہے وہ جزا و سزا میں تناسخ کا قائل ہے۔ اسی طرح وہ برزخ پر معترض ہوا ہے' مولانا نے اس اعتراض کے سلسلہ میں مستقل کتاب تحریر فرمائی۔ آب حیات آپ کی مشکل ترین کتاب تصور کی جاتی ہے' اس کا مرکزی موضوع ''حضور ﷺ کی برزخی زندگی ہے'' پنڈت کہتا ہے کہ یہ خلاف عدل ہے بلکہ جزا و سزا بطور تناسخ بعد انتقال فوراً مل جاتی ہے' اسی بحث میں وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ''مسلمانوں کا فلسفہ تو یہ ہے کہ ان کے گناہ تو بہ و تائب کی بدولت معاف ہو سکتے ہیں' یہ غلط ہے' ہر فعل کی جزا یا سزا بطور تناسخ ضرور ملتی ہے' سزا معاف نہیں ہو سکتی' کیونکہ یہ خلاف عدل ہے' پنڈت کا ایک اعتراض میٹ (Meat گوشت) پر ہے' مسلمان جو گوشت کھاتے ہیں تو وہ حلال کر کے کھاتے ہیں سو اگر یہ جانور دعا کے پڑھنے سے حلال ہو جاتے ہیں تو سب جانور حلال ہو سکتے ہیں' اور اگر دعا کے پڑھنے سے حلال نہیں ہوتے تو خود مرا ہوا حلال کیوں نہیں ہوتا۔ حلت و حرمت سے متعلق ہی ایک سوال شراب' شراب طہور اور جنت کی نہروں پر بھی کیا گیا ہے۔ آپ نے اس سوال کے جواب میں بھی ایک مستقل رسالہ ''تحفۂ لحمیہ'' لکھا جس میں گوشت خوروں کو عقلاً و نقلاً ثابت کیا ہے' یہاں بنیادی بحث یہ ہے کہ کیا جانوروں کا ذبح کرنا ظلم ہے؟ جانوروں کی حلت و حرمت کے علاوہ دیگر اعتراضات پر بھی بحث کی گئی ہے۔ مولانا کی ایک دوسری کتاب ''حجۃ الاسلام'' کے آخر میں بھی یہ بحث بڑی تفصیل سے آئی ہے' پنڈت کا ایک اعتراض یہ ہے کہ ''مسلمان مردے کو دفن کر کے زمین کو ناپاک کرتے ہیں اس لئے جلانا بہتر ہے''

غرض مولانا محمد قاسم نانوتوی نے ان تمام اعتراضات کا علمی تحقیقی کا جائزہ لیا ہے' اور نہایت متکلمانہ اسلوب میں ہر اعتراض کو نقلی اور عقلی پیرایہ میں موضوع بحث بنایا ہے' پھر سوال کے دو جوابات ہیں ایک مشکل اور ایک آسان' مولانا فخر الحسن نے ان تمام جوابات کو مع اعتراضات کا اختصار الاسلام'' (اسلام اور ہندو مت) کے نام سے کتاب کی صورت میں مدون کر دیا ہے' یہ کتاب دار الاشاعت' کراچی اور ادارہ اسلامیات' لاہور سے متعدد بار شائع ہو چکی ہے' اسی کتاب کا دوسرا حصہ ''قبلہ نما'' کے نام سے مشہور ہے' اس میں پنڈت سرسوتی کے صرف ایک اعتراض کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یعنی مکہ معظمہ

معبود نہیں ہے بلکہ قبلہ نما ہے' یہ کتاب مولانا کی ادق (مشکل ترین) کتب میں شمار ہوتی ہے۔ مولانا اشتیاق احمد صاحب نے اس کی قابل قدر شرح فرمائی ہے' مولانا قاری محمد طیب نے بھی ایک خاص نہج پر تشریح کی لیکن وہ شائع نہ ہو سکی (۵۷)۔ یہ کتاب ان دنوں نایاب ہے البتہ دیو بند سے شائع شدہ نسخہ مدارس دینیہ کے کتب خانوں میں محفوظ ہے مثلاً ''الصیانہ'' لاہور اور نصرت العلوم' گوجرانوالہ کے کتب خانہ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے' مولانا فخر الحسن گنگوہی کا بیان ہے کہ ''انتصار اسلام'' ایک عجیب رسالہ ہے لیکن قبلہ نما عجیب وغریب ہے (۵۸)۔

پنڈت سرسوتی اور اس کے حواریوں کے اسلام پر اعتراضات کے جواب میں مولانا کی ایک ایک تصنیف جو اب ترکی بہ ترکی کے نام سے مشہور ہے پنڈت موصوف روڑکی کے بعد میرٹھ میں وارد ہوا اور وہاں بھی اپنے اعتراضات کا اعادہ کرنے لگا' انہیں دنوں ایک لالہ جی نے جو سرسوتی کے حاشیہ برداروں میں سے ایک تھا اسلام کے خلاف ایک مضمون لکھا آپ نے اس کے جواب میں ترکی بہ ترکی لکھی' یہ کتاب مولانا کی وفات کے کم وبیش چھ سات ماہ پہلے ختم ہوئی (۵۹)۔ اس کتاب کے بارے میں یہ ہدایت بھی کی گئی ہے کہ یہ آپ کے تلمیذ سعید مولانا عبد العلی نے آپ کے ایماء پر لکھی (۶۰)۔ بہر حال یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ اس کے خیالات ومضامین مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ہی ہیں۔

مولانا کے فکروفن کے ضمن میں آپ کی ایک اور کتاب ''تحذیر الناس'' کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے' مولانا احسن نانوتوی نے ایک استفسار بریلی سے ''اثر ابن عباس'' کے بارے میں بھیجا' مولانا قاسم نانوتوی نے اس کی صحت و تائید میں جواب لکھا اور اس کا نام ''تحذیر الناس من انکار اثر ابن عباس'' رکھا یہ رسالہ سب سے پہلے ۱۲۹۱ھ میں مبلغ صدیقی 'بریلی میں بہ اہتمام مولانا محمد منیر نانوتوی شائع ہوا (۶۱)۔

کتاب کا موضوع ختم نبوت اور فضیلت محمدیؐ ہے۔ اسلوب نہایت نادر اور متکلمانہ ہے' بعض حضرات نے اس پر تشدد تیز تنقید بھی رقم فرمائی ہیں' ''مناظرہ عجیبہ'' جواب مولانا کی مستقل کتاب کے طور پر شائع ہو چکی ہے۔ اسی سلسلہ کی بحث لئے ہوئے ہے۔ اس کتاب کو تحذیر الناس کی شرح بھی کہا جاسکتا ہے۔ یہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول مولانا عبد العزیز کے دس محذورات (اعتراضات) اور ان کے جوابات پر مشتمل ہے۔

جبکہ دوسرا حصہ مولانا عبد العزیز اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کی خط وکتابت کی تفصیلی فراہم کرتا ہے' ہر دو حضرات کے چار چار مکتوبات ہیں' مولانا معترض کا مکتوب رابع ہونا فارسی میں ہے اس کا اختتام ان الفاظ پر ہوا ہے'' عقیدہ فقیر عقیدہ وجناب موافق گردید (۶۲) اس کا جواب مولانا نے فارسی ہی میں دیا ہے' اس کے ساتھ تحریری مناظرہ بھی تمام ہوا ہے بحث کا میدان ''تحذیر الناس'' ہی رہی ہے۔

علم الکلام پر مولانا کی آخری تصنیف ''تقریر دلپذیر'' کے نام سے مشہور ہے یہ تقریباً **328** صفحات پر مشتمل اور قدرے جدید انداز طباعت لئے ہوئے ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان سے اشاعت پذیر ہوئی ہے۔ مولانا مناظر احسن گیلانی

اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں' تقریر دلپذیر نامی کتاب میں اسلام کے علمی وعملی نظام کو تعبیر واستدلال کے نئے پہلو میں ڈھالنے کا ارادہ سیدنا الامام کبیر نے فرمایا تھا (۶۳) ۔ یہ کتاب مابحث کلامیہ میں ایک محققانہ چیز قرار پائی ہے۔

سر سید احمد خانؒ بانی علی گڑھ یونیورسٹی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی ہم عصر شخصیات میں سے ہیں' سید صاحب مولانا کے علم وعمل' تقویٰ اور للّٰہیت سے حد درجہ متاثر تھے' مولانا کی وفات پر سید صاحب نے جو مضمون تہذیب الاخلاق میں تحریر کیا وہ اس بارے میں لائق توجہ چیز ہے' بہر حال پھر دو حضرات میں علمی اختلاف بھی ملتا ہے' پھر دو حضرات کے درمیان' اسلام اور دوسرے اہم موضوعات پر جو مراسلت ہوئی وہ دارالاشاعت' کراچی نے تصفیہ العقائد'' کے نام سے شائع کی ہے' مولانا قاسم نانوتوی کے علمی سرمایہ اور ورثہ میں اس کتاب کو یوں بھی اہم مقام حاصل ہے کہ اس کے مضامین وقت کی اہم شخصیات کی فکر کی ترجمانی کرتے ہیں۔

یہاں مولانا محمد قاسم نانوتوی کی تمام تصانیف کے تذکرہ کی بجائے صرف چند ایک کا ذکر مناسب خیال کیا گیا ہے' علاوہ ازیں مولانا کے مکتوبات جمال قاسمی' لطائف قاسمی' فیوض قاسمیہ' اسرارِ قرآنی اور مکاتیب قاسم العلوم سے رسائل اور کتب بھی قابل ذکر اشیاء ہیں۔ یہ جملہ کتب جامعہ اشرفیہ' لاہور کے کتب خانہ میں دستیاب ہو سکتے ہیں' مولانا کے ان خطوط کی زیادہ مقدار فارسی میں ہے' پروفیسر انوار الحسن شیر کوٹی نے مکاتیب قاسم العلوم کا ترجمہ اور تسہیل لکھی ہے' جو انوارِ النجوم' کے نام سے شائع ہوگئی ہے۔

مولانا کا علمی صدقہ جاریہ' تحریک دارالعلوم دیوبند:

دیوبند' ندوہ اور علی گڑھ ایسے ادارے ہیں جن کی بدولت برصغیر پاک وہند میں اسلامی علوم وفنون کی روایت زندہ رہی ہے' ان اداروں میں ''دیوبند'' کو بعض امور میں امتیاز حاصل رہا ہے' علی گڑھ کا مقصد مسلمانوں کے دنیوی تنزل کو روکنا تھا جبکہ دیوبند کی نظر دینی ضرورت پر تھی (۶۴) ۔علی گڑھ اور ندوہ کو اپنی بنیاد اور تعمیر وترقی میں انگریزی حکومت کا تعاون حاصل رہا جبکہ دیوبند حکومت کی مخالفت کے باوجود اپنی اور تہذیبی روایات کی حفاظت کرتا رہا ہے (۶۵) ۔ بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی نے مدرسہ کے اساسی اصول ہشتگانہ میں رقم فرما دیا تھا کہ مدرسہ میں سرکار اور امراء کی شرکت مضر معلوم ہوتی ہے (۶۶) ۔ جناب شیخ اکرام نے سرسید احمد خان اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کے بارے میں لکھا ہے کہ سرسید امراء کے رکن تھے اور مولانا محمد قاسم جمہور کے نمائندہ تھے (۶۷) ۔شیخ اکرام صاحب نے ایک دن تینوں اداروں کا موازنہ ان لفظاظ میں کیا ہے ندوہ کا دعوی تھا کہ یہ قدیم اور جدید بالفاظ دیگر دیوبند اور علی گڑھ کا مجموعہ ہوگا۔ لیکن ندوہ میں نہ علی گڑھ کی پوری خوبیاں آئیں اور نہ دیوبند کی (۶۸) ۔ ذرا آگے لکھتے ہیں کہ ندوہ میں نہ جدید کی مادیت آئی نہ قدیم کی روحانیت (۶۹) ۔ بہر حال یہ شیخ اکرام صاحب کا ہی ایک تاثر بھی ہے کہ علمی تصنیف وتالیف کی بعض منزلوں میں ندوہ کو اب بھی دیوبند پر چشم نمائی کا حق حاصل ہے (۷۰) ۔ علی گڑھ اور دیوبند کے اس موازنہ میں سرسید کا بانی دارالعلوم دیوبند کے بارے

میں یہ تاثر قابل ملاحظہ ہے' جوانہوں نے مولانا نانوتوی کی وفات پر لکھا۔

''زمانہ بہتوں کو رویا اور آئندہ بھی بہتوں کو روئے گا لیکن اس کیلئے رونا جس کے بعد اس کا کوئی جانشین نظر نہ آئے نہایت رنج وافسوس کا باعث ہوتا ہے (۷۱)۔ اس مضمون کے آخر میں مدرسہ دیوبند کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مدرسہ دیوبند انکی نہایت عمدہ یادگار ہے اور سب لوگوں کا فرض ہے کہ ایسی کوشش کریں کہ یہ مدرسہ ہمیشہ قائم رہے اور مستقل رہے (۷۲) اسی دیوبند کے بارے میں علامہ اقبال نے فرمایا تھا دیوبند ایک ضرورت تھی اس سے مقصود تھا ایک روایت کا تسلسل وہ روایت جس سے ہماری تعلیم کا رشتہ ماضی سے قائم رہے (۷۳)۔ مولانا شبلی نعمانی علی گڑھ پر ندوہ کو فوقیت دیتے تھے دوسری طرف خود سرسید علی گڑھ سے بہت مطمئن تھے فرماتے ہیں تعجب یہ ہے کہ جو تعلیم پائے جاتے ہیں اور جن سے تو قومی بھلائی کی امید تھی وہ خود شیطان اور بدترین قوم بن جاتے ہیں (۷۴) بہرحال یہ امر خوش آئندہ ہے کہ آگے دیوبند، ندوہ اور علی گڑھ میں علمی روابط بڑھے اور علمی و تحقیقی تعاون کی یہ روایت آج بھی جاری وساری ہیں علی گڑھ میں بہت سے اکابرین دیوبند پر تحقیقی معاملات ہورہے ہیں دراصل یہ سرسید احمد خان اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کے اخلاص کا نتیجہ تھا کہ یہ ادارے زیادہ دیر تک ایک دوسرے سے بے نیاز نہ رہ سکے۔

مولانا کا علم الکلام اور دور حاضر

اس وقت دنیا میں پندرہ ہزار سے زیادہ ادیان و مذاہب موجود ہیں جبکہ روزانہ دو تین' کا مزید اضافہ ہو جاتا ہے (۷۵) یہ مقدار کچھ بھی ہو دینِ حق صرف ایک ہی رہا ہے اور ایک ہی رہے گا' اللہ نے بطور دین صرف اسلام کو پسند فرمایا ہے (۷۶)۔ اس دین کے سوا کسی دین کو قبول ہی نہیں کیا (۷۷)۔ نیز اللہ تعالیٰ اسی دین اسلام کو جملہ ادیان عالم پر غالب دیکھنا چاہتا ہے (۷۸)۔ لیکن کیا یہ مناسب ہوگا کہ ان آیات کی موجودگی میں امت مسلمہ خاموشی سے بیٹھ جائے کہ ہمارا دین ہی حق ہے اس لئے یہ قائم ودائم اور غالب رہے گا۔ مسلمانوں کو یہ حقیقت پیش نظر رکھنا چاہیے کہ یہودیت اور عیسائیت کی اسلام سے دائمی دشمنی ہے (۷۹)۔ ہندو مذاہب کو اس سب پر مستزاد خیال کرنا چاہیے۔ اس وقت دینائے عیسائیت بین الاقوامی ایجنسیاں عالمِ اسلام اور پاکستان کا سیاسی' معاشی' اور فکری محاصرہ کئے ہوئے ہیں۔ اور عیسائی امریکہ ان کی پشت پر ہے' یاد رہے کہ اب پاکستان یہودیوں کا سب سے بڑا ہدف ہے (۸۰)۔ ایک دوسری رپورٹ کے مطابق ''مسلمان ممالک میں سے پاکستان عیسائیت کے لئے موزوں ترین ملک قرار دیا گیا ہے (۸۱)۔

اب اگر ان حالات کا موازنہ برصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈھائی سو سالہ دور (۱۶۰۸ء ۔ ۱۸۵۷ء) اور تاج برطانیہ کی ۹۰ سالہ (۱۸۵۷ء ۔ ۱۹۴۷ء) حکومتوں سے کیا جائے تو یہ نتیجہ اخذ کرنے میں دیر نہ لگے گی آج بھی تحفظ دین کی اسی قدر ضرورت ہے جتنی کبھی پہلے تھی' بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ کے منظم میڈیا اور پروپیگنڈہ (۸۲) کے پیش نظر اب کچھ زیادہ ہی ہے' عیسائی حکمرانوں اور پادریوں کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں کے دل و دماغ مذہب کی گرفت

سے آزاد ہو جائیں یا کم از کم ان کے مذہبی جذبات کی شدت ہی کم ہو جائے۔ مشنری سکول' کالج' ہسپتال' آج بھی یہی فریضہ عیسائیت سرانجام دے رہے ہیں' کراچی کے ایک پادری جو ایک مشن سکول کے سربراہ تھے اپنی بیس سالہ محنت کا حاصل یہ بیان کرتے ہیں کہ ''جو مسلمان عیسائی نہ ہو سکے وہ مسلمان بھی نہیں رہے (۸۳)۔'' یورپ کے عیسائی بھی یہ مشن لے کر ہندوستان میں وارد ہوئے تھے۔ سید طفیل منگلوری لکھتے ہیں ''یورپ کی سیاحت کو تحریک میں لانے والی سب سے بڑی چیز عیسائی ہسپانیوں کا مذہبی جنون تھا (۸۴)۔ مولانا الطاف حسین حالی کا یہ جملہ ''حیات جاوید'' میں ہمیں دعوت فکر دیتا ہے۔'' ہندوستان میں اسلام کو تین طرح کے خطرے درپیش تھے۔ ''عیسائی مشنریاں'' انگریزی تعلیم اور حکمران (۸۵)۔ آپ یقین کیجئے کہ اسلامی دنیا کو اپنے بہت زیادہ وسیع تر تناظر میں یہی خطرات درپیش ہیں۔ اب یہ کام زیادہ سائنٹیفک طریقے پر زیادہ متاثر کن ثابت ہو رہا ہے' پہلے یہ کام حکومتوں کی سرپرستی میں پادری کرتے تھے۔ اب ان کے علاوہ مشنریاں (سماجی امداد کے ادارے) اور یونیورسٹیاں یہ کام سرانجام دے رہی ہیں' حال ہی میں روزنامہ جنگ' لاہور میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے کہ ''سان فرانسسکو'' سے شائع ہونے والے امریکی جریدے ''مدر جونز'' **(Mother Jones)** نے اپنے جون **2002**ء کے شمارہ میں انکشاف کیا ہے کہ کولمبیا انٹرنیشنل یونیورسٹی کے ''دارن لارسن'' اور اس کے ساتھی تین ہزار طلباء وطالبات کو پاکستان اور افغانستان سمیت کئی اسلامی ممالک میں عیسائیت کی خفیہ تبلیغ کی تربیت دے رہے ہیں۔ اور اس تربیت کا بنیادی مقصد دنیا سے اسلام کو مٹانا ہے (۸۶)۔ مدر جونز **(Mother jones)** کے لئے یہ تحقیقاتی رپورٹ ''بیری یومان'' نے تیار کی ہے۔ بیری نے اس رپورٹ میں لکھا ہے کہ کولمبیا انٹرنیشنل یونیورسٹی ''فرنٹئرز'' نامی ادارہ چلاتی ہے جسکے تحت **50** اسلامی ممالک میں **800** سے زیادہ مشنریاں خفیہ سرگرمیوں میں مصروف ہیں' یہ مشنریاں استاد بن کر' انسانی حقوق کی تنظیموں کے کارکن بن کر اپنے کام کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ ستمبر **2001**ء میں طالبان نے افغانستان میں عیسائیت کی خفیہ تبلیغ کے الزام میں مغربی ایڈور کر گرفتار کئے تھے ان گرفتار ہونے والوں کا تعلق بھی کولمبیا یونیورسٹی سے تھا۔

یہ ہیں وہ حالات جن کے پیش نظر ایک نئے علم الکلام کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کے افکار کی اہمیت بڑھ جاتی ہے' آج جس جدید علم الکلام کی اشد ضرورت ہے وہ دیگر اسلامی مفکرین کے علاوہ مولانا محمد قاسم کی تصانیف میں صاف نظر آتی ہے۔ آپ کے تمام تصانیف متکلمانہ رنگ لئے ہوئے ہیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ مولانا اپنے زمانے کے عرف اور تقاضوں کے پیش نظر ایک خاص قسم کے علم الکلام کے بانی ہیں (۸۷)۔ جو عصر حاضر کی فلسفیانہ موشگافیوں کا بھی مداوا کرتا ہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ ''اس صدی کا فلسفہ کتنے ہی روپ بدل بدل کر میدان میں آئے یہ قاسمی فکر فوراً ہی اس کا انداز قد پہچان کر دم کے دم میں اس کی قلعی کھول دے گا۔ اور فلسفہ کی ساری ملمع سازیاں کافور ہوتی رہیں گی (۸۸)۔

حواشی و تعلیقات

۱۔ قصبہ نانوتہ کی طرف نسبت ہے' آپ کا تاریخی نام خورشید حسین تھا۔ (ملاحظہ ہو مناظر احسن گیلانی 'سوانح قاسمی' مکتبہ رحمانیہ' لاہور سن ندارد' جلد اول' ص ۱۵۰)

۲۔ معروف قصبہ جہاں آپ پیدا ہوئے۔ جغرافیہ' حدود اربعہ' اور تاریخی اہمیت کے لئے دیکھئے (ایضاً ص ۵۲ تا ۶۳)

۳۔ آپ کے مولانا محمد قاسم نانوتوی سے بڑے گہرے مراسم تھے' ایک مکتب میں پڑھا۔ ایک وطن کی نسبت' ہم زلف ہوئے' ایک استاد سے ایک وقت میں علم حاصل کیا۔ بعض کتب مولانا محمد قاسم سے پڑھی' ایک پیر کے مرید ہوئے' ہمسفر دو حج کے ہوئے۔ مولانا محمد قاسم کی وفات کے بعد آپ نے ان کی سوانح لکھی۔ جو اس ضمن میں اولین کوشش تسلیم کی جاتی ہے' یہ مختصر اور جامع ہے' یہی وجہ ہے کہ مولانا مناظر احسن گیلانی نے اس سوانح کو 'سوانح قاسمی کی فہرست سے تعبیر کیا ہے' ان کی ضخیم کتاب کی بنیاد اسی مختصر کتاب پر ہے۔

۴۔ مولانا یعقوب نانوتوی ''سوانح عمری'' کتب خانہ میر محمد' آرام باغ' کراچی' سن ندارد' ص ۲

۵۔ محمد اقبال قریشی' حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی کے علوم و معارف'' مطبوعہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک' جلد ۵' شمارہ ۱۱' اگست ۱۹۷۰' ص ۲۷

۶۔ ''سوانح عمری'' ص ۴

۷۔ مولانا سعید احمد پالنپوری'' دنیائے اسلام کی عظیم ترین شخصیت' دار العلوم دیوبند' سن ندارد' ص ۴

۸۔ سوانح قاسمی' جلد اول' ص ۱۷۶

۹۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے سگے تایا تھے۔ فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم کا بہت سلیقہ رکھتے تھے' مولانا ذوالفقار علی دیوبند (ولد شیخ الہند) نے عربی ادب کا ذوق انہیں سے حاصل کیا تھا (ایضاً ص ۱۸۸)

۱۰۔ ایضاً' ص ۱۹۲' ۱۹۳' نیز ملاحظہ فرمائیے۔ دنیائے اسلام کی عظیم ترین ضخیت' ص ۴

۱۱۔ شیخ وجیہ الدین' سہارنپور میں وکالت کرتے تھے' فارسی عمدہ جانتے تھے اور اردو میں شعر بھی کرتے تھے' ملاحظہ ہو (سوانح عمری' جلد اول' ص ۲۰۳)

۱۲۔ سوانح عمر (از مولانا یعقوب نانوتوی) ص ۴

۱۳۔ آپ مولانا یعقوب علی نانوتوی کے والد ماجد اور مولانا محمد قاسم کے استاد محسن اور رشتے میں چچا لگتے تھے' سرسید نے بھی آپ سے کسب فیض کیا۔ (شیخ محمد اکرام'' موج کوثر'' ادارہ ثقافت اسلامیہ' لاہور' ۱۹۸۶' ص ۸۰)

۱۴۔ موج کوثر' ص ۱۹۸' نیز سوانح عمری' ص ۶

۱۵۔ تاریخ دارالعلوم دیو بند نمبر اشاعت خاص ماہنامہ ''الرشید'' ساہیوال جلد ۸ شمارہ ۴ مارچ اپریل ۱۹۸۰ ص ۴۷

۱۶۔ سوانح عمری ص ۶ ۱۷۔ سوانح عمری ص ۶

۱۸۔ غلام رسول مہر ''۱۸۵۷ء کے مجاہد'' کتاب منزل لاہور سن ندارد ص ۱۶۳

۱۹۔ ۱۸۵۷ء کے مجاہد ص ۱۶۷ نیز دیکھئے جانباز مرزا کی کتاب ''انگریزی کے باغی مسلمان'' مکتبہ تبصرہ لاہور جنوری ۱۹۹۰ء جلد اول ص ۱۹۳

۲۰۔ سوانح عمری ص ۱۳ ۲۱۔ سوانح قاسمی جلد دوم ص ۱۹۲

۲۲۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور دوسری اکابرین (حجۃ اسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کا علوم معارف ''الحق'' جلد ۵ شمارہ ۱۱ ص ۳۰)

۲۳۔ سوانح عمری ص ۱۴ ۲۴۔ موج کوثر ص ۲۰۰

۲۵۔ سوانح عمری ص ۱۷ ۲۶۔ سوانح عمری ص ۱۹

۲۷۔ ''حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے علوم ومعارف ''الحق'' جلد ۵ شمارہ ۱۱ ص ۳۰)

۲۸۔ عبدالرشید ارشد (مرتب) ''بیس مردان حق'' مکتبہ رشیدیہ لاہور بار اول ۱۹۹۶ء جلد اول ص ۶۷ تا ۱۹۵

۲۹۔ سید محمد الحسنی سیرت مولانا محمد علی مونگیری مجلس نشریات اسلام کراچی سن ندارد ص ۱۸

۳۰۔ سید محمد الحسنی سیرت مولانا محمد علی مونگیری مجلس نشریات اسلام کراچی سن ندارد ص ۴۲

۳۱۔ پادری کے اس خط کا اردو ترجمہ مولانا الطاف حسین حالی کی کتاب ''حیات جاوید'' کے ضمیمہ 4 میں صفحات ۸۴۲ تا ۸۵۱ پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

۳۲۔ سرسید احمد خان رسالہ ''اسباب بغاوت ہند'' مشمولہ حیات جاوید نیشنل بک ہاؤس لاہور ۱۹۸۲ء ص ۸۱۹

۳۳۔ مولانا اشتیاق احمد مقدمہ وتبصرہ ''حجۃ اسلام'' ''مجلس معارف القرآن'' دیو بند ۱۹۶۷ ص ۶

۳۴۔ سوانح عمری ص ۱۵ ۳۵۔ سوانح قاسمی جلد دوم ص ۳۵۸

۳۶۔ سوانح عمری ص ۶ ۳۷۔ سوانح عمری ص ۱۵

۳۸۔ سوانح قاسمی جلد دوم ص ۳۵۹

۳۹۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی گفتگوئے مذہبی میلہ خدا شناسی مرتبہ محمد ہاشم دارالاشاعت کراچی اشاعت اول مارچ ۱۹۷۷ء ص ۸

۴۰۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی گفتگوئے مذہبی میلہ خدا شناسی مرتبہ محمد ہاشم دارالاشاعت کراچی اشاعت اول مارچ ۱۹۷۷ء ص ۸

۴۱۔ سید اشتیاق اظہر فخر العلماء میزان ادب کراچی اشاعت دوم ص ۱۹۹۱ ص ۲۸۴

۴۲۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیو بندی مقدر حجۃ الاسلام ص ۸

۴۳۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیو بندی مقدر حجۃ الاسلام ص ۶

۴۴۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی، مقدمہ حجۃ الاسلام، ص ۶

۴۵۔ الصیانہ مولانا اشرف علی تھانوی کے حلقہ ارباب ارادت وعقیدت کی ایک تنظیم ہے جس کا مرکزی دفتر جامعہ اشرفیہ لاہور میں ہے سالانہ اجماع کے اہتمام ہوتا ہے، یہ تنظیم ''الصیانہ'' کے نام سے ایک پرچہ ماہنامہ بھی شائع کرتی ہے۔

۴۶۔ معروف عالمِ دین مولانا سرفراز احمد صفدر کے چھوٹے بھائی، جو نصرت العلوم گوجرانوالہ کے مہتمم اپنے ادارہ سے ''نصرت العلوم'' کے نام سے ماہنامہ بھی جاری کیا ہے، جس کا معیار روز افزوں بہتر ہو رہا ہے۔

۴۷۔ یہ ترجمہ ادارہ نشر واشاعت نصرت العلوم گوجرانوالہ نے ۱۹۸۸ء میں شائع کیا تھا۔

۴۸۔ گفتگوئے مذہبی میلہ خداشناسی، ص ۳۹

۴۹۔ گفتگوئے مذہبی میلہ خداشناسی، ص ۵۵

۵۰۔ سوانح قاسمی، جلد دوم، ص ۴۶۳

۵۱۔ پادری موٹس یہ انگلستان کے انگریز تھے، شاہ جہان پور ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے، ان کے علاوہ پادری محی الدین سیتاپوری، اور مشہور منطقی ''اسکاٹ'' مفسر انجیل بھی شریک مجلس تھے۔

۵۲۔ پنڈت دیانند سرسوتی، مصنف ستیارتھ پرکاش

۵۳۔ کتاب کے مختصر تعارف کے لئے ملاحظہ فرمایئے۔ (سوانح قاسمی، جلد دوم، ص ۳۶۱)

۵۴۔ فخر الحسن گنگوہی، مقدمہ انتصار الاسلام، ادارہ اسلامیات، لاہور، اشاعت، اول، ۱۹۸۱، ص ۱۶

۵۵۔ ایضاً، ص ۱۶، ۱۷، مقدمہ قبلہ نما، از مولانا اشرف علی تھانوی، ص ۲

۵۶۔ ایضاً، ص ۱۹

۵۷۔ دنیائے اسلام کی عظیم ترین شخصیت، ص ۲۸

۵۸۔ فخر العلماء ص ۲۶۵ ۵۹۔ سوانح قاسمی، جلد دوم، ص ۵۱۳

۶۰۔ سوانح قاسمی، جلد دوم، ص ۵۱۳ ۶۱۔ فخر العلماء، ص ۲۴۷

۶۲۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی، مناظرہ عجیب ترتیب جدید عنوانات وغیرہ، مولانا حسین احمد نجیب، مکتبہ قاسم العلوم، کراچی، اشاعت اول، جولائی ۱۹۷۸ء ص ۱۴۹

۶۳۔ سوانح قاسمی، جلد دوم، ص ۴۸۱ ۶۴۔ موجِ کوثر، ص ۲۰۱

۶۵۔ عبداللہ فہد فلاحی، ''تاریخ دعوت وجہاد'' (برصغیر کے تناظر میں) مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، طبع اول ۱۹۸۷ء ص ۲۲۶

۶۶۔ موج کوثر، ص ۲۰۱

۶۷۔ موج کوثر، ص ۱۹۲

۶۸۔ موج کوثر' ص ۱۹۳

۶۹۔ موج کوثر' ص ۱۹۳

۷۰۔ موج کوثر' ص ۱۹۳

۷۱۔ سرسید احمد خان'' مقالات سرسید'' مرتبہ محمد اسماعیل پانی پتی' مجلس ترقی ادب' لاہور' حصہ ہفتم' طبع اول ۱۹۶۲' ص ۲۰۵

۷۲۔ ایضاً' ص ۲۰۸

۷۳۔ سید نذیر نیازی' ولایت' ''اقبال کے حضور'' اقبال اکادمی' کراچی

۷۴۔ موج کوثر' ص ۲۱۸

۷۵۔ جناب اسرار عالم' بین الاقوامی ایجنسیاں اوران کا طریقہ کار'' مطبوعہ سہ ماہی' الشریعہ' گوجرانوالہ' جل ۹' شمارہ ۲

۷۶۔ سورۃ ال عمران' آیت ۱۹

۷۷۔ سورۃ آل عمران' آیت ۸۵

۷۸۔ سورۃ القف' آیت ۹

۷۹۔ جناب اسرار عالم'' بین الاقوامی ایجنسیاں اوران کا طریقہ کار'' مطبوعہ سہ ماہی' 'الشریعہ'' گوجرانوالہ' جلد ۹' شمارہ ۲

۸۰۔ جناب ذاکر خان'' پاکستان یہودیوں کا سب سے بڑا ہدف'' مطبوعہ ماہنامہ' الحق'' اکوڑہ خٹک' جلد ۳۰' شمارہ ۱' نیز ملاحظہ ہو حافظ محمد اقبال رنگونی کی رپورٹ ''امریکہ کی اسلام دشمنی' مطبوعہ ماہنامہ' الحق'' اکوڑہ خٹک' جلد ۳۱' شمارہ ۶۔۷

۸۱۔ جناب انور حسین ہاشمی کا مضمون۔'' پاکستان کو پہلے سیکولر پھر عیسائی بنانے کا منصوبہ' مطبوعہ سہ ماہی'' الشریعہ'' گوجرانوالہ' جلد ۹' شمارہ ۲' اپریل ۱۹۹۸ء

۸۲۔ اس وقت عیسائی مشنریاں ۳۴۰۰ ٹی وی' سٹیشن چلا رہی ہیں' اوراس کو اپنی کوتاہی سمجھتے ہوئے اس تعداد کو دس ہزار تک پہنچانے پر تلے ہوئے ہیں' ملاحظہ ہو'' الشریعہ'' گوجرانوالہ'' اپریل ۱۹۹۸ء ص ۸۳

۸۳۔ ''الشریعہ'' شمارہ اپریل ۱۹۹۸' ص ۶۸

۸۴۔ محمد طفیل منگلوری' ''مسلمانوں کا روشن مستقبل' حماد الکتبی' لاہور' سن ندارد' ص ۶۱

۸۵۔ مولانا الطاف حسین حالی' حیات جاوید' نیشنل بک ہاوس' ۱۹۸۶ء ص ۴۱۴

۸۶۔ حامد میر' ''اسلام کا دفاع کیسے ممکن ہے'' روزنامہ جنگ' لاہور' پیر ۵ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ و ۱۷ جون ۲۰۰۲ء ص ۷

۸۷۔ مولانا سالم قاسمی' مقدمہ اختصار الاسلام' (اسلام اور ہندومت) ادارہ اسلامیات' لاہور' اشاعت اول' 1981' ص ۹

۸۸۔ قاری محمد طیب' حکمت قاسمیہ'' شعبہ نشر و اشاعت' دار العلوم دیوبند' سن ندارد' ص ۳۸